

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حصہ اول

حکمتِ قرآن کے سابقہ شمارے میں محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ان فکرائیگز تحریروں کے حوالے سے ایک اہم بحث کا آغاز ہوا تھا جو عظمتِ صوم، اور حقیقتِ زندگی، موت، اور انسان کے عنوان سے مئی ۶۸۸ کے شمارے میں اشاعت پذیر ہوئی تھیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی تحریروں کی تصویب و توثیق میں ہمیں جو متعدد خطوط موصول ہوئے تھے ان میں سے دو کو ہم نے حکمتِ قرآن کے صفحات میں جگہ دی تھی۔ ایک خط حیدرآباد سندھ کے نوجوان محبِ دین دانشور جناب موسیٰ بھٹو صاحب کا تھا، جنہوں نے محترم ڈاکٹر صاحب کے افکار سے کامل اظہار اتفاق کرتے ہوئے خیر خواہانہ انداز میں انہیں کسی مرتبی و منرکی کی صحبت اختیار کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ اور دوسرا خط سکھر سے جناب نجیب صدیقی کا ارسال کردہ تھا جنہیں محترم ڈاکٹر صاحب کی تحریریں اپنے دل کی آواز معلوم ہوئی تھیں۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے کچھ عملی سوالات بھی اٹھائے تھے کہ روحانی بیماریوں کا علاج کس طور سے ہو اور کسی دینی تنظیم سے وابستہ افراد کو اس کی تلافی کے لیے کیا کرنا ہوگا! ہم نے پچھلے شمارے میں وعدہ کیا تھا کہ محترم ڈاکٹر صاحب ان مسائل پر جلد ہی قلم اٹھائیں گے اور جو کچھ وہ اس سلسلے میں تحریر فرمائیں گے اسے حکمتِ قرآن میں شائع کر دیا جائے گا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی مصروفیات چنداں محتاج وضاحت نہیں۔ ماہ رمضان کے بعد سے بیرون لاہور ان کی دعوتی و تحریری مصروفیات میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے تاہم ان کا پختہ ارادہ ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں ان موضوعات پر قلم اٹھائیں گے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ان کے ارادے کو پورا فرمائے۔

اسی دوران مذکورہ بالا موضوع سے متعلق متعدد مزید خطوط بھی ہمیں موصول ہوئے ہیں اگرچہ ان میں سے اکثر ثانوی نوعیت کے ہیں۔ تاہم بعض شدید تنقید پر بھی مشتمل ہیں۔ ان تازہ موصول ہونے والے خطوط میں سے بھی دو کو اس خیال سے ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے کہ ان کے ذریعے اس بحث کے کچھ مزید گوشے قارئین کے سامنے آئیں گے۔ پہلا خط سعودی عرب میں مقیم ہمارے ایک رفیق مولانا قاری عبد الباسط صاحب کا ہے۔ قاری صاحب ایک نوجوان، ذہین، باصلاحیت پختہ کار عالمِ دین

ہیں۔ ابھی حال ہی میں قافلہ تنظیم میں شامل ہوئے ہیں۔ مسکب اہل عدت سے ذہنی و قلبی مناسبت رکھتے ہیں۔ محترم قاری صاحب نے اپنے خطوط میں حقیقتِ روح اور وہ نسبت سے متعلق محترم ڈاکٹر صاحب کے خیالات و افکار پر کھل کر تنقید کی ہے اور اپنا نقطہ نظر وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ان کے خطوط کے ان حصوں کو جن میں اظہار اختلاف کیا گیا ہے، شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

”مکرم و محترم جناب قمر سعید قریشی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

..... حکمت قرآن کے تازہ شمارے میں ”الصوم لی“ کے عنوان سے جو تحریر رقم ایمر تنظیم نے لکھی ہے، مجھے اس پر بھی شدید علمی اختلاف ہے جس کا ذکر ان کے نام میں اپنے عرضیہ میں کر چکا ہوں۔ اقامتِ دین اور رجوع الی القرآن کی تحریک و دعوت کو اگر ہم نے تصوف کی بھول بھلیوں اور من گھڑت و غلط افسون اور باطنی عقائد کے ساتھ خط خط کر دیا تو لیک المیہ ہو گا۔ میرا اپنا ایک ذہن ہے اور ایک مشن ہے اور وہ یہ کہ میں ہر اس شخص کے ساتھ مل کر کام کر سکتا ہوں اور ہر اس شخص کا ساتھی ہوں کہ جس کا عقیدہ صحیح ہو اور کسی بھی قسم کے لغویات اور دوسری فضولیات سے پاک ہو، بصورت دیگر کوئی بھی امکان نہیں ہے۔ میں نے اسی وجہ سے اپنے بعض اکابر اور اساتذہ کو چھوڑ دیا کہ انہوں نے عقائد کے سلسلے میں ٹھوکریں کھائیں اور پھر میری بار بار کی توبہ دلانے اور تنبیہ پر بھی انہوں نے اپنے غلط موقف سے رجوع نہ کیا اور نہ ہی قرآن و سنت سے اس بارے میں دلیل صحیح مہیا کر سکے اور مجھے مطمئن کر سکے۔ ہر معاملے میں قولِ فیصل قرآن و سنت ہے، لہذا کسی بھی تاریخی و مذہبی روایت و حکایت کو اسی کسوٹی پر پرکھا جائے گا، تو عرض یہ تھی کہ اس اختلاف کی وجہ سے بعض اساتذہ ناراض ہو گئے لیکن الحمد للہ

لے ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور بعض دوسرے اکابر امت نے اسی لئے بڑی عجیب نکتے کی بات لکھی ہے اور وہ یہ کہ ”تصوف کا لفظ یا اس کی کوئی خاص تعبیر و شکل ہمیں فی قرون میں کہیں بھی نہیں ملتی؟ اگرچہ بعض دوسرے علمائے امت نے صرف اس تصوف کو تسلیم کیا ہے جو کہ قرآن و سنت کے مطابق ہو۔

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی نافوش

میں زبرِ ہلال کو کبھی کہہ نہ سکا قند

یہ سونو ختم ہی کرا تھا کہ مخترم اصغر صیب صاحب نے، جن اب امیر تنظیم کا ایک کتابچہ لاکر دیا جس کا عنوان ہے "زندگی، موت اور انسان" تفہیم سے پڑھ کر حیرت میں بیٹھ گیا اور حالِ صحت شش و پنج میں ہوں کہ اب اس پر کیا کہوں؟

نجانے امیر مخترم کو آخر میں کیا سوچیں کہ وحدت الوجود اور تصوف کی بھول بھلیوں میں گم ہوئے ہیں، تحریک رجوع الی القرآن اور اقامتِ دین کا اس قسم کی تحریروں اور اس قسم کے نتائج کیا تعلق ہے؟

منصور حلاج، بایزید بسطامی اور دوسرے لوگوں کے وہ جملے نقل کئے گئے ہیں جس کا حکم (ظاہری الفاظ کا حکم) کفر ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اگر مجھے فرصت کے لحاظ سے متر آجائیں تو اس کتابچے کے بارے میں اپنا علمی و تفصیلی نکتہ نظر لکھ کر آپ کے نام ارسال کر سکوں اور اس کی فوٹو کاپی مخترم امیر تنظیم کے نام بھی۔

نجانے اس کتابچے کی اشاعت اور نشر و اشاعت کے بعد ہم کتنے فرقوں اور کتنے معتزضین کے درمیان پھینس جائیں گے۔ "سبحانی ما اعظم شأنی" یہ کیسا ہے؟ او پھر "انا الحق" اور اس کی طرح "لیس فی حبیبی الا اللہ" یہ وہ جملے ہیں کہ ہم اب جہاں بھی جائیں گے، ہم سے انہی کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔ غرض کوئی بت نہ دے کہ ہم تبتلا نہیں کیا۔

دوسرا خط حافظ آباد سے ہمارے ایک ساتھی پروفیسر عبداللہ شاہین صاحب کا ارسال کردہ ہے۔ پروفیسر صاحب قلم و قراطس کے میدان کے آدمی ہیں اور علمی تحقیق سے خصوصی شغف رکھتے ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے خیالات سے بخوبی اتفاق کرتے ہوئے ان کے لیے جو موسمی بیٹھوس صاحب کے مخلصانہ مشورے پر جو تبصرہ کیا ہے، اس سے اس بحث کا چونکہ ایک نیا گوشہ سامنے آتا ہے۔ لہذا اسے بھی ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔